بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعتکاف کا مقصود

اعتکاف کی روح اور اس سے مقصود یہ ہے کہ قلب اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔ اس کے ساتھ جمعیت باطنی حاصل ہو۔ اشغال با خلق سے رہائی نصیب ہو۔ اور اشغال با لحق کی نعمت میسر آئے اور یہ حال ہو جائے کہ تمام افکار و ترددات اور ہموم و وساوس کی جگہ اللہ کا ذکر اور اس کی محبت لے لے۔ ہر فکر اس کی فکر میں ڈھل جائے اور ہر احساس و خیال اس کے ذکر و فکر اور اس کی رضا و قرب کے حصول کی کوشش کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے۔ مخلوق سے اُنس کے بجائے اللہ سے اُنس پیدا ہو اور قبر کی وحشت میں جب اس کا کوئی غم خوار نہ ہوگا یہ اُنس اس کا زادِ سفر بنے یہ ہے اعتکاف کا مقصد جو رمضان کے افضل ترین دنوں یعنی رمضان کے آخری عشرہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

(علامہ ابن القیم)

چونکہ مسجد میں اعتکاف، جمعیت خاطر، صفائی قلب، ملائکہ سے تشبہ اور شب قدر کے حصول کا ذریعہ نیز طاعت و عبادت کا بہترین و پرسکون موقع ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عشرِ اواخر میں رکھا اور اپنی امت کے محسنین و صالحین کے لئے اس کو سنت قرار دیا۔

(حکیم الامت شاہ ولی اللہ دہلوی)

صوت الحق

پندرہ روزہ

مجلس ادارت
مختار احمد ندوی
شمس پیرزادہ

منصورہ
مالیگاؤں، ناسک
(مہاراشٹر)

دعوت القرآن

شمس پیرزادہ

الضحیٰ

اور راہ سے بے خبر پایا تو ہدایت دی۔ اور نادار پایا تو غنی کر دیا۔ لہٰذا تم یتیم کو مت دباؤ۔ اور سائل کو نہ جھڑکو۔ اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرو۔

(سورۃ الضحیٰ۔ آیت ۷ تا ۱۱)

تشریح :— متن میں لفظ "ضالاً" استعمال ہوا ہے جو ضلالت سے ہے۔ یہ لفظ ہدایت کے مقابلہ میں متعدد معنی میں بولا جاتا ہے۔ اس کے ایک معنی بے خبر اور ناواقف ہونے کے بھی ہیں۔ چنانچہ عربی کی مشہور اور مستند لغت "لسان العرب" میں ہے۔ وضللت المسجد والدار اذا لم تعرف موضعهما۔ یعنی اگر تم مسجد اور گھر کی جگہ سے واقف نہ ہو تو کہو گے میں مسجد اور گھر سے ضلالت میں (ناواقف) رہا۔ (ملاحظہ ہو لسان العرب لفظ ضلل) یہاں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

بعثت سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فطرت سلیمہ پر قائم تھے اور تمام انبیاء علیہم السلام کا بعثت سے پہلے یہی حال ہوتا ہے کہ وہ فطرت سلیمہ سے کبھی انحراف نہیں کرتے۔ اور انسان کی فطرت سلیمہ اپنے رب کو پہچانتی اور اسی کو معبود قرار دیتی ہے۔ نیز خیر و شر میں تمیز بھی کرتی ہے۔ اور یہ دونوں ہی وصف نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پائے جاتے تھے۔ چنانچہ بعثت سے پہلے آپ کا غار حرا میں یکسوئی کے ساتھ اللہ کی عبادت میں منہمک ہو جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ توحید پر قائم تھے۔ اسی طرح آپ کا پاکیزہ زندگی گزارنا۔ یہاں تک کہ آپ قوم کی نظر میں معتبر ٹھہرے اور امین کے لقب سے پکارے گئے۔ آپ کی اخلاقی برتری کی روشن دلیل ہے۔ مزید براں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کے جو اجزاء اس وقت تک باقی رہ گئے تھے۔ مثلاً بیت اللہ کی تعظیم، حج وغیرہ ان پر آپ عمل پیرا تھے۔ چنانچہ یہ واقعات تاریخ سے ثابت ہیں۔

(سیرۃ النبی لابن ہشام ج ۱، ص ۱۹۷ تا ۲۲۱)

جس حد تک فطرت اور دین ابراہیمی کی روشنی آپ کے سامنے موجود تھی۔ آپ اس حد تک روشنی میں چلتے۔ لیکن آپ پر راہ ہدایت پوری طرح روشن نہیں تھی۔ اس لئے نہ آپ کو ایمان کی حقیقت معلوم تھی اور نہ شریعت کی تفصیلات کا علم تھا۔ چنانچہ قرآن نے اس کی صراحت کی ہے ما کنت تدری ما الکتب ولا الایمان (تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے۔ اور ایمان کیا ہے۔ (سورۃ الشوریٰ۔ ۵۲)

اسی حالت کو یہاں ضال (جو راہ سے بے خبر ہو) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ جستجوئے راہ اور تلاش حق کی حالت تھی۔ اس لئے اس کو ضلالت بمعنی گمراہی ہرگز نہیں کہا جا سکتا اور بالخصوص جب کہ آپ کے بارے میں معلوم ہے کہ نہ کبھی آپ نے خدا کا انکار کیا اور نہ بت پرستی اختیار کی۔ نہ برائیوں سے آپ کو واسطہ رہا اور نہ فسق و فجور سے اور نہ ہی آپ نے کسی باطل چیز کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ بخاری میں بعثت سے پہلے کا یہ واقعہ مذکور ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانا پیش کیا گیا۔ جو بت کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور کا تھا۔ آپ نے کھانے سے انکار کر دیا اور یہ دیکھ کر زید بن عمرو بن نفیل نے بھی انکار کر دیا (بخاری کتاب المناقب باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل) —— جہاں تک دین ابراہیمی کے بعض اجزاء کے برقرار رہنے کا تعلق ہے۔ علامہ ابن حجر شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔

"انما کان عند اهل الجاهلية بقايا من دين ابراهيم" اہل جاہلیت کے پاس دین ابراہیمی کے کچھ اجزاء ہی باقی رہ گئے تھے۔ (فتح الباری ج ۷، ص ۱۴۳)

ہدایت سے مراد وحی الٰہی ہے جس نے صراط مستقیم پوری طرح آپ پر روشن کر دی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن یتیمی کی حالت میں گزرا اور جب آپ جوان ہوئے تو افلاس ہی کی حالت رہی۔ یہاں تک کہ قریش کی سب سے زیادہ مالدار خاتون نے آپ کے ساتھ مضاربت کا معاملہ کیا اور آپ کو شام کے تجارتی سفر میں خوب نفع ہوا۔ حضرت خدیجہ نے آپ کی دیانتداری، شرافت اور حسن اخلاق سے متاثر ہو کر آپ سے نکاح کر لیا۔ جس کے بعد آپ کی معاشی حالت کافی اچھی ہوئی (سیرۃ النبی ابن ہشام ج ۱ ص ۲۰۲ تا ۲۰۶)

یہ جو کچھ ہوا عالم اسباب کے تحت ہوا۔ لیکن حقیقتہً یہ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل کا نتیجہ تھا کہ افلاس کی حالت غنا سے بدل گئی۔

اوپر اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات کا ذکر فرمایا تھا۔ اب ان احسانات کے تقاضے بیان کئے جا رہے ہیں —— اس سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہاری یتیمی کی حالت میں تمہیں پناہ دی۔ اسی طرح تم بھی یتیموں کے حقوق کے پاسبان بن جاؤ۔ کسی یتیم کے ساتھ سختی سے پیش نہ آؤ۔ اس ہدایت کے براہ راست مخاطب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن آپ کے واسطے سے یہ ہدایت قرآن کے ہر قاری کے لئے ہے۔ اور اس میں ضمناً سوسائٹی کے اس رویہ کی مذمت بھی ہے جو یتیموں اور کمزوروں کے سلسلہ میں وہ اختیار کرتے ہیں۔ یعنی ان کو حقیر جان کر ان کے ساتھ عزت کا برتاؤ نہیں کرتے۔ ان کو دباتے ہیں اور ان کے حقوق غصب کر جاتے ہیں۔

"اور سائل کو نہ جھڑکو" یہ اس احسان کا تقاضا ہے جو اوپر آیت ۸ میں بیان ہوا یعنی "نادار پایا تو غنی کر دیا" اس احسان کا تقاضا یہ ہے کہ محتاجوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آیا جائے۔ اور اگر کسی مانگنے والے کی مدد نہ کی جا سکتی ہو تو اچھے انداز سے معذرت کر دی جائے اور ان لوگوں کا طریقہ ہرگز نہ اختیار کیا جائے جو مال کے گھمنڈ میں غریبوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور مانگنے والے کو ڈانٹتے اور جھڑکتے ہیں۔

اس حکم کی تعمیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شدت کے ساتھ کی کہ نہ صرف یہ کہ کسی سائل کو کبھی ڈانٹا نہیں بلکہ "نہیں" کہہ کر اسے خالی ہاتھ لوٹانا بھی پسند نہیں فرماتے۔ چنانچہ حضرت جابر کا بیان ہے کہ ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قط فقال لا (بخاری کتاب الادب)

"کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز مانگی گئی ہو تو آپ نے فرمایا ہو "نہیں"" اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہدایت بھی ملتی ہے کہ اتقوا النار ولو بشق تمرة فمن لم يجد فبكلمة طيبة (مسلم کتاب الزکوٰۃ)

"جہنم سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا صدقہ کر کے ہی بچ سکو اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات کہہ کر"

یعنی سائل کو ڈانٹنے کے بجائے اچھی بات کہہ کر معذرت کر دو۔

نعمت سے مراد عام نعمتیں بھی ہیں۔ اور خاص نعمت ہدایت بھی ہے۔ اور آیت ۷ میں ہدایت سے نوازے جانے کا ذکر ہوا ہے۔ یہاں اسی کا حق بیان کیا جا رہا ہے۔ گو ترتیب کے لحاظ سے اس کا مقام ایک آیت پہلے تھا۔ لیکن بات کو مؤکد کرنے کے لئے اس کو آخر میں بیان کر دیا گیا تاکہ اس کی اہمیت اچھی طرح واضح ہو جائے۔ اور اس پر توجہ مرکوز ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو جن عنایات سے نوازا ان میں اس کی سب سے بڑی عنایت ہدایت ہی ہے۔ یہ ہدایت قرآن کی شکل میں آپ کو ملی۔ اور آپ کو منصب رسالت سے سرفراز کیا گیا یہاں اسی نعمت کے اظہار کی تاکید کی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نوازش کا کہ اس نے تم کو پیغمبر بنایا۔ اور قرآن جیسی عظیم اور حکمت سے لبریز کتاب عطا کی۔ لوگوں میں خوب چرچا کرو۔ اس پیغام کو ان تک پہنچاؤ۔ اور انہیں اس راہ کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے ذریعے تم پر کھولی ہے دعوت دو۔ یہ ہدایت اگرچہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے دی گئی ہے۔ لیکن آپ کے واسطے سے اس کے مخاطب پیروان اسلام بھی ہیں۔ انہیں قرآن کی جو نعمت پیغمبر کے واسطے سے ملی ہے۔ وہ چھپانے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اظہار اور بیان کیلئے ہے تاکہ اس کا فیض عام ہو۔

رسول کی اطاعت (حدیث)

حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے درحقیقت اللہ کی نافرمانی کی۔ (بخاری کتاب الاحکام)

تشریح : کسی شخص کے رسول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو رہنمائی کے منصب پر مامور کیا ہے۔ خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچانا اور اس کے احکام اور اس کی شریعت کی تفصیلات سے انہیں آگاہ کرنا رسول کا فرض منصبی ہے۔ اسی طرح لوگوں کا یہ فرض ہے کہ وہ بے چون و چرا رسول کی اطاعت کریں۔ کیونکہ یہ اطاعت درحقیقت اللہ ہی کی اطاعت ہے کیونکہ رسول کوئی حکم اپنی طرف سے نہیں دیتا بلکہ جو ہدایت وہ خدا کی طرف سے پاتا ہے اسی کا حکم دیتا ہے۔ ایسی صورت میں رسول کے کسی حکم کی خلاف ورزی اللہ کے حکم کی خلاف ورزی اور اس کی اطاعت سے انکار اللہ کی اطاعت سے انکار کے ہم معنی ہے۔

پندرہ روزہ صوت الحق مالیگاؤں
جلد ۲ ۔ مورخہ ۵ رجولائی سنہ ۱۹۸۲ء ۔ شمارہ ۱۱

ملاحظات
خیال رکھیئے

عبدالعزیز انصاری

رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہو کر نصف کے قریب ختم بھی ہو چکا ہے۔ اللہ کی رحمت کا پہلا عشرہ ختم ہوا۔ یہ دوسرا عشرہ مبارک گناہوں سے مغفرت طلب کرنے کا ہے۔ اللہ رب العزت اس عشرہ میں اپنے بندوں کے گناہوں کو بخش دیتے ہیں۔

اس مواساۃ و غم خواری کے مہینہ میں اپنے غریب پڑوسیوں، رشتہ داروں، اپنے پڑوسیوں کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے ۔۔۔ اس کے ساتھ ہی یہ وہ مبارک مہینہ ہے۔ جس کی برکات و فیوض سے سارے ہندوستان میں دین کی تعلیم جاری و ساری ہے۔

ملک میں پھیلے ہوئے سینکڑوں دینی قلعے عربی مدارس کی شکل میں قائم ہیں۔ جہاں سے مسلمان بچوں کی دینی تعلیم کا کام ہو رہا ہے۔ یہ ان ہی مدارس کی دین ہے کہ آج ہندوستان میں اسلام کا بول بالا ہے۔ اور مسلمان کافی تعداد میں موجود ہیں۔ اگر یہ دینی قلعے مسمار ہو جائیں یا بند ہو جائیں تو دینی تبلیغ و نشر و اشاعت کے ذرائع بند ہو جائیں گے۔ یہ مدارس رمضان المبارک میں مسلم مالداروں کی زکوٰۃ و صدقات کے ذریعہ حاصل شدہ عطیات سے چل رہے ہیں

اس ماہ مبارک میں آپ کے پاس بھی مدارس کے سفراء کرام آئیں گے۔ آپ کا فرض ہے کہ اگر آپ صاحب مال ہیں تو اپنی استطاعت بھر ضرور ان مدارس کی مدد کریں۔ لیکن ضروری ہے کہ پہلے ان مدارس کی حقیقت کی تحقیق کر لیں۔ کیونکہ آج کل اس نیک کام میں بھی بے ایمان قسم کے لوگ مدرسوں کے نام سے جعلی رسیدیں لے کر عطیات جمع کرتے ہیں۔ اور کھا جاتے ہیں۔ لیکن تحقیق کے نام پر علماء و سفراء کی بے عزتی نہ کریں۔ بلکہ انھیں عزت و احترام کے ساتھ بٹھائیں۔ یہ سفراء و علماء اپنا وطن، اپنے بال بچے رمضان میں چھوڑ کر صرف اپنے مدارس کی امداد کے لئے بھوکے پیاسے سفر کرتے ہیں گھر گھر جاتے ہیں اور عطیات جمع کرتے ہیں۔ اسلئے جب آپ کے پاس کوئی سفیر آئے تو اگر آپ کو عطیہ دینا ہو تو اسے فوراً دے دیں۔ عطیہ کے لئے بار بار دوڑانا مناسب نہیں ہے۔ روزہ کی حالت میں اگر آپ پر جنون طاری ہے تو اس کا غصہ سفراء پر نہ اتاریں۔ سفراء کرام سے بھی درخواست ہے کہ وہ اگر کسی سے عطیہ لینے جائیں تو بے وقت نہ جائیں۔ عطیہ لینے کے لئے بہترین وقت دن کے گیارہ بجے سے عصر تک ہے۔ عصر بعد بعض حضرات روزہ کی وجہ سے نقاہت محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اور مزاج میں چڑچڑا پن آ جاتا ہے۔ اس لئے ایسے وقت نہیں جانا چاہیئے۔ یا پھر بعد نماز تراویح ملاقات کریں۔ بہر حال ان دینی قلعوں کی حفاظت ہر مسلمان کا فرض اولین ہے۔ اس لئے نہایت خوشدلی سے ان مہمانان کرام کا استقبال کریں۔ اور اس مہنگائی کے دور میں زیادہ سے زیادہ ان مدارس کی مدد کریں۔

تمام مدرسوں کے منتظمین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ کی جمعیۃ اہل حدیث کی تنظیم سے تصدیق نامہ لے کر اپنے سفراء کو دیا کریں۔ تاکہ سفراء کرام کو مدارس کے تعارف میں پریشانی نہ ہو۔

حدیث:۔ جب بھی لوگ زکوٰۃ سے غفلت کریں گے۔ باران رحمت سے خدا انھیں محروم کر دیگا۔ اور اگر یہ بے زبان چوپائے اور وحشی ان کے پاس نہ ہوتے تو تم دیکھتے کہ بارش کا ایک قطرہ بھی ان پر نہ گرتا۔

بقیہ / رمضان کے فضائل

تو اس کی حیثیت فطرہ کی نہیں۔ عام نفلی صدقہ کی ہوگی یعنی صدقۂ فطر ادا ہی نہیں ہوا۔

صدقۂ فطر غرباء و مساکین کا حق ہے تاکہ وہ اطمینان کے ساتھ دوسرے مسلمان بھائیوں کی طرح عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ اور کم از کم عید کے دن اپنے رزق سے مطمئن ہو جائیں اور اس مسرت و خوشی کے دن سوال سے نجات پا جائیں۔

غرباء و مساکین سے مراد قریب و جوار اور محلے و جماعت کے وہ غریب اور مسکین لوگ ہیں جو اپنی روزی کمانے کی اہلیت و صلاحیت نہیں رکھتے اور آپ ان کی ناداری اور معذوری کو جانتے ہیں صدقۂ فطر سے ان کی امداد کر کے انھیں بھی خوش کرنا چاہیئے۔ اور اس طرح انھیں عید کی مسرتوں سے مالا مال ہونے کا موقع فراہم کرنا چاہیئے۔ پیشہ ور فقیروں اور در در بھیک مانگنے والے صحت مند سالموں کو ہرگز نہیں دینا چاہیئے۔ کچھ لوگ عیدگاہ پہنچ کر وہاں فقیروں کے ہجوم میں صدقۃ الفطر کی رقم تقسیم کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اس قسم کے سڑکی فقیروں کا حال بڑا ہی گھناؤنا ہے۔ ان کے ہاتھ میں پیسے دینا برائی کو بڑھاوا دینے کے برابر ہے۔

صدقۃ الفطر گیہوں، جو، چھوہارے، کھجور، کشمش، پنیر وغیرہ میں سے کوئی چیز بھی جو اس شہر کی عام غذا ہو۔ پورا ایک صاع حجازی ادا کرنا چاہیئے۔

حجازی صاع کا وزن انگریزی سیر سے پونے تین سیر کے قریب ہے۔

عید الفطر

یہ مسلمانوں کا عظیم الشان ملی تہوار ہے۔ اس سے مسلمانوں کی قومی سطوت و شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی لئے حکم ہے کہ مسلمان اس دن بقدر استطاعت لباس فاخرہ استعمال کریں۔ عید کی صبح کو غسل کرنا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا اور زیب و زینت کا اظہار کرنا مسنون ہے۔ اگر بارش اور دشمن کا خوف نہ ہو تو عید کی نماز کھلے میدان میں پڑھنی چاہیئے۔ عیدگاہ کی طرف جاتے وقت راستے میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد بلند آواز سے پڑھتے رہنا چاہیئے۔ واپسی میں راستہ بدل کر تکبیر پڑھتے ہوئے آنا چاہیئے۔ عید کی نماز سے پہلے یا بعد میں عیدگاہ کے اندر کوئی سنت یا نفل نہیں پڑھنی چاہیئے۔ اذان اور اقامت کی ضرورت بھی نہیں۔ آنحضرت صلعم بغیر تکبیر و اذان کے عید کی نماز پڑھایا کرتے تھے۔

عورتوں کو عیدگاہ لے جانا مسنون ہے۔ آنحضرت صلعم عورتوں کو عیدگاہ لے جانے کی ترغیب و تاکید فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ ہم کو حکم دیا گیا کہ حائضہ اور پردہ نشین عورتوں کو عیدگاہ لے جائیں تاکہ وہ مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں شریک ہوں۔ البتہ حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے الگ بیٹھیں۔ ایک عورت نے عرض کیا کہ ہم میں سے کوئی عورت ایسی بھی ہو جس کے پاس چادر نہ ہو۔ آپ نے فرمایا اس کے ساتھ والی عورت اپنی چادر اس کو اوڑھا دے (بخاری و مسلم) اس حدیث سے عورتوں کے عیدگاہ جانے کی کتنی تاکید اور شدت کا پتہ چلتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے ان عورتوں کو بھی عید کی نماز میں شرکت کا حکم دیا ہے۔ جو اپنی فطری مجبوری یعنی ماہواری کی بنا پر روزہ نماز سے الگ ہیں۔ جن عورتوں کے پاس برقعہ یا چادریں نہ ہوں وہ عاریتاً مانگ کر جماعت میں شریک ہوں۔ جب حائضہ اور بے چادر والی عورتوں تک کو حضور نے عیدگاہ جانے کی تاکید فرمائی۔ تو آج جو عورتیں بلا عذر عید کی نماز میں شرکت نہیں کرتی ہیں ان کے بارے میں کیا کہا جائے۔ اکثر لوگ عورتوں کو عیدگاہ لے جانے پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ زمانہ بدل گیا ہے۔ عورتوں کے عیدگاہ جانے سے فتنے کا خوف ہے۔ ذرا غور فرمایئے یہ بات حقیقت سے کتنی بعید ہے۔ آج عورتیں مزارات پر جاتی ہیں، بازاروں میں اور سینماؤں میں تو خوب آزادی سے گھوم رہی ہیں۔ عید کی تفریح میں بھی عورتوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ ان ممنوع اور مکروہ مقامات پر جائیں تو کوئی فتنہ نہ پیدا ہو۔ لیکن اگر وہ عید کی نماز میں جہاں پردے کا معقول انتظام ہوتا ہے اور سر سے پیر تک اوڑھ کر کئی عورتیں کافی تعداد میں موجود ہوتی ہیں۔ جائیں تو فتنے کے اٹھنے کا ڈر ہو۔ اور عزت و ناموس کو خطرہ لاحق ہو جائے۔ افسوس صد افسوس۔ (باقی آئندہ شمارہ میں)

● پرنٹر، پبلشر
عبدالعزیز انصاری
● پروپرائٹر
جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں
● طباعت
عوامی پریس، جوہر چوک مالیگاؤں
● کتابت
اقبال لطیف
● زر سالانہ
ہندوستان و بنگلہ دیش ۱۲ روپئے
● غیر ممالک ۱۰ ڈالر
● قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے
● خط و کتابت کا پتہ
منیجر صوت الحق ۔ مالیگاؤں
ضلع ناسک ۔ مہاراشٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رمضان کے فضائل و مسائل

مختار احمد ندوی — جامعہ محمدیہ منصورہ۔ مالیگاؤں

فرضیت:- رمضان المبارک کا روزہ اسلام کا ایک رکن ہے۔ اس کی فرضیت پر نہ صرف مسلمان متفق ہیں۔ بلکہ جملہ انبیاء کرام کی شریعتوں میں بھی روزہ ہمیشہ فرض رہا ہے۔ یاایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون: مسلمانو! تم پر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا۔ جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا۔ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ واللہ کتب الصیام علی کل امۃ کما کتبہ علینا شھرا کاملا۔ (تفسیر ابن کثیر) یعنی اللہ نے روزہ تمام پچھلی امتوں پر فرض کیا تھا۔ جس طرح ہم پر رمضان کے پورے ایک مہینہ کا روزہ فرض کیا ہے۔

آج کل بعض اسلامی ممالک میں کچھ سرپھرے لوگ روزے کی فرضیت کے بارے میں شکوک و شبہات پھیلا رہے ہیں۔ اور اس بات کی تلقین کر رہے ہیں کہ ایک محنتی اور مقیم آدمی بھی روزہ رکھنے کے بجائے روزے کا فدیہ ادا کر کے روزے سے سبکدوش ہو سکتا ہے۔ یہ خیال بالکل غلط اور باطل ہے۔ روزہ رکھنے کی بابت قرآن کا واضح حکم ہے۔ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ یعنی جو شخص رمضان کا مہینہ پائے اسے روزہ رکھنا فرض ہے۔ جو شخص روزے کی فرضیت اور اس کے مشروع ادا ہونے کا منکر ہے۔ وہ مسلمان نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اسلام پانچ فرائض کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا انکار اور کمی دوسرے تمام ارکان کو باطل کر دیتی ہے۔ پہلے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، جنت دوزخ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لانا یہ پہلا رکن ہوا۔ (دوم) پنجگانہ نماز اسلام کا ایک ستون ہے۔ اللہ تعالیٰ دین کے پہلے رکن ایمان کو نماز کے بغیر قبول نہیں فرماتا۔ تیسرا رکن زکوٰۃ ہے۔ جو گناہوں سے پاک ہونے کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان اور نماز کو زکوٰۃ کے بغیر قبول نہیں فرماتا۔ جو ان تینوں ارکان کو بجا لایا، پھر رمضان آیا۔ اور اس نے قصداً روزہ چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ایمان نماز، زکوٰۃ تینوں کو قبول نہیں فرمائے گا۔ اور جس نے ان چاروں ارکان کو ادا کیا۔ پھر اللہ نے اس کو حج کے قابل بنایا۔ لیکن اس نے حج نہ کیا اور نہ حج کی فرضیت کا اقرار کیا نہ اس کے اقرباء نے اس کی جانب سے حج ادا کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ایمان نماز، زکوٰۃ اور روزہ کسی بھی رکن کو قبول نہیں فرمائے گا۔ (ترجمان السنہ جلد دوم بروایت عبداللہ بحوالہ رحمۃ المھداۃ علی زیادۃ العلم علی احادیث المشکوٰۃ۔)

روزہ کی فرضیت کے بارے میں حضرت عمر بن خطاب کی یہ مشہور حدیث کافی ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ ایک اجنبی شخص آیا۔ جس کے کپڑے بالکل سفید اور بال بالکل سیاہ تھے۔ لوگوں کے اوپر سفر کی کوئی علامت (چہرہ کا میلا ہونا یا بالوں کی پراگندگی) نہ تھی۔ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا۔ وہ سیدھا حضور کے پاس آیا اور آپ کے گھٹنوں سے اپنا گھٹنا ملا کر اور ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پوچھا۔ مجھے اسلام کی بابت بتائیے۔ آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دو۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو۔ رمضان المبارک کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔ (بخاری ومسلم)

ثواب:- روزے کا ثواب انسانی اندازے اور حساب سے متجاوز ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ دیگر عبادات کی طرح ظاہری نہیں۔ روزہ دار سخت گرمی اور تپش کے موسم میں بھی خلوت و تنہائی کے باوجود محض رضائے الٰہی کی خاطر بھوک و پیاس کی شدت برداشت کرتا ہے۔ جس کا علم روزہ دار اور خدا کے سوا کسی کو نہیں۔

رمضان اور اس کے روزے کے مسائل و فضائل کے بارے میں سب سے جامع روایت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہمارے سامنے ایک جامع خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا لوگو! تم پر ایک عظیم الشان بابرکت مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔ اس مہینہ میں ایک رات (شب قدر) ایسی ہے جو اجر و ثواب میں ہزار مہینوں کی راتوں سے بڑھ کر ہے۔ اس مہینہ کا روزہ اللہ نے فرض قرار دیا ہے۔ اور اس کی رات میں قیام (تہجد و تراویح) کو نفل، جس نے اس مہینہ میں کوئی بھی نفل عبادت کی تو اس کا اجر و ثواب دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر ہوگا۔ اور جس نے اس مہینہ میں کوئی فرض ادا کیا تو اس کا اجر دوسرے مہینوں کے ستر فرض کے برابر ہوگا۔ وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور وہ غم خواری کا مہینہ ہے اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس مہینہ میں جس نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو اس کا یہ عمل گناہوں کی مغفرت اور جہنم سے نجات کا سبب ہوگا۔ اور افطار کرنے والے کے اجر میں کمی کے بغیر افطار کرانے والے کو بھی اتنا ہی اجر ملیگا۔ جتنا اس افطار کرنے والے روزہ دار کو ملے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم میں سے ہر شخص کہاں اتنی وسعت رکھتا ہے کہ روزہ دار کو افطار کا سامان مہیا کرے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائے گا۔ جس نے کسی روزہ دار کو محض ایک چھوہارے یا ایک گھونٹ پانی یا دودھ سے افطار کرایا اور جس نے کسی روزہ دار کو آسودہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے ایسا گھونٹ پلائے گا۔ جس سے وہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔ اس عظیم مہینہ کا پہلا عشرہ رحمت الٰہی سے معمور اور دوسرا عشرہ گناہوں کی مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ جس نے اس مہینہ میں اپنے خادم سے کم کام لیا، اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔ اور اسے جہنم سے آزاد کر دے گا۔ (مشکوٰۃ) روزہ دار کا ہر عمل تسبیح اور اجر و ثواب سے معمور ہے۔ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے۔ نوم الصائم عبادۃ وصمتہ تسبیح وعملہ مضاعف ودعاؤہ مستجاب وذنبہ مغفور (کنز العمال) یعنی روزہ دار کی [illegible] عبادت، اس کی خاموشی تسبیح، اس کے عمل کا ثواب دو چند، اس کی دعا مقبول اور گناہ معاف ہے۔ اس کے لیے عبادات کا ثواب تو متعین، لیکن روزے کا اجر بے حد و حساب ہے۔

مشہور محدث حضرت سفیان بن عیینہ سے حدیث قدسی کل عمل ابن آدم لہ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ (یعنی انسان کے ہر عمل کی جزا اس کے عمل کے مطابق ملیگی۔ لیکن روزے کا اجر میرے ذمہ ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا) کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا حساب لے گا۔ اور اس کے تمام مظالم کو اس کے عمل، اس کے اعمال سے پورا کریگا۔ یہاں تک کہ جب روزے کے علاوہ اس کا کوئی عمل باقی نہیں رہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بقیہ مظالم کو خود اپنے ذمہ لے کر محض روزے کے ثواب سے اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (ترغیب و ترہیب) روزے کے اجر و ثواب کا اندازہ اس حدیث سے کیجئے۔ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ جنت کے ایک دروازے کا نام ریان ہے۔ جس سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ اور کسی دوسرے کو اس دروازہ سے داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔ جب تمام روزہ دار داخل ہو جائیں گے تو اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا۔ پھر اس سے کوئی دوسرا شخص داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور جو اس دروازہ سے داخل ہوگا۔ وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

بے نظیر عبادت:- حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتائیے۔ جس کے سبب سے مجھے یقینی طور پر جنت نصیب ہو۔ آپ نے فرمایا علیک بالصوم فانہ لا عدل لہ یعنی سختی کے ساتھ روزہ کے پابند ہو جاؤ کیونکہ روزہ بے نظیر عبادت ہے۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ یہی سوال کیا اور آپ نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا۔ جس سے دیگر عبادات پر روزے کی فوقیت اور اس کے غیر معمولی اجر

ثواب کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت ام عمارہؓ نے حضور صلعم کے اس ارشاد کو سن کر اپنی کمزوری سے روزہ رکھنا شروع کیا اور اس کے بعد روزے کے وقت ان کے مکان میں دعوت اٹھتے صرف اسی روزہ دار کیلئے جاتا جب ان کے ہاں کوئی مہمان آجاتا۔ (ترغیب وترہیب)

روزہ دار کی دعا :۔ خصوصیت کے ساتھ مقبول بارگاہ ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار افطار کے وقت جو دعا کرتا ہے۔ اسے رد نہیں کیا جاتا یعنی وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ افطار کے وقت یہ دعا کرتے تھے۔ اللھم انی اسئلک برحمتک التی وسعت کل شئ ان تغفرلی (مسند احمد) اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کا جو ہر شئ کو محیط ہے، واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو میری مغفرت فرما۔

نیز حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص کی دعائیں رد نہیں کی جاتی۔ افطار کے وقت روزہ دار کی دعا، عادل امام کی دعا اور مظلوم کی دعا۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو بدلیوں کے اوپر اٹھاتا ہے۔ ان کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔ میری عزت و جلال کی قسم میں تمہاری مدد ضرور کروں گا۔ خواہ کچھ دن بعد سہی۔ (ترمذی)

روزہ کی شفاعت

روزہ ایسا مقبول عمل ہے کہ قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں روزہ دار کی شفاعت کرے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کے حق میں شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا پروردگار اس شخص کو میں نے کھانے اور خواہشات سے روک رکھا تھا اس کے بارے میں شفاعت قبول فرما۔ قرآن کہے گا پروردگار میں نے اس شخص کو رات میں سونے سے روک رکھا تھا پس اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما۔ چنانچہ دونوں کی سفارش بارگاہ الٰہی میں قبول کی جائے گی۔ (مسند احمد)

روزہ دار کی خوشبو

روزے کے احکام و آداب میں یہ بات تفصیل سے احادیث میں موجود ہے کہ روزہ دار جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ اور فحش گوئی سے اپنی زبان کو گندا نہ کرے ورنہ روزے کا اجر ضائع ہو جائے گا۔ روزہ دار کو صبر و شکر، حلم و وقار، عفو و درگذر، ہمدردی و غمخواری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اپنے اوقات کو تسبیح و تہلیل، ذکر و فکر، دعا و مناجات اور عبادت و تلاوت میں گذارنا چاہیے۔ تاکہ اس کے اخلاق و اعمال کی خوشبو تمام معاشرے کو معطر کرے۔ اسی لحاظ سے روزہ کو مشک سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ترمذی کی ایک روایت میں فرمایا گیا ہے کہ روزہ کی مثال اس آدمی جیسی ہے۔ جو کسی مجمع میں بیٹھا ہو۔ اور اس کے ہاتھ میں مشک کی خریطہ ہو تو اس مجلس کا ہر فرد اس کی خوشبو سونگھنے کی خواہش کرے گا اور روزہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے (ترغیب وترہیب)

مستحکم قلعہ

روزہ انسان کی خواہشات اور جذبات کو کنٹرول میں رکھتا ہے۔ شیطانی وسوسوں اور جذبات میں ہیجان پیدا کرنے والے خیالات کو دبا کر روزہ دار کو احکامات الٰہی کا مطیع و فرمانبردار بنا دیتا ہے۔ اس طرح روزہ حدیث کے الفاظ میں ایمان کی حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے۔ آجکل دنیا میں عریانی و فحاشی ہوا اور سیلاب کی طرح امڈ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے جذبات پر کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ روزہ اس کے لیے بہترین محافظ و معلم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص شادی کی توفیق رکھتا ہے اسے شادی کر لینا چاہیے کہ اس سے نگاہ پست اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ لیکن جو شادی کی توفیق نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے کہ روزہ جذبات کو سرد رکھنے کا بہترین سامان ہے۔ (بخاری) نیز فرمایا روزہ ڈھال ہے اور جہنم سے نجات کے لئے محفوظ و مضبوط قلعہ ہے۔

آداب

روزہ ایک روحانی عبادت ہے۔ اس کا اثر روزہ دار کے اخلاق و اعمال، گفتار و کردار پر ضرور پڑنا چاہیے۔ اس لئے روزہ دار کا فرض ہے کہ بحالت روزہ کوئی ایسا عمل نہ کرے۔ جس سے اس کا روزہ باطل اور اجر برباد ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ روزہ تمہارے لئے برائیوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے۔ لہٰذا روزہ دار جہالت و بے حیائی کا ارتکاب نہ کرے۔ اگر کوئی جاہل اس سے جہالت اور بدگوئی سے اس سے پیش آئے تو اس کا جواب دینے کے بجائے یہ کہہ کر ہٹ جائے کہ میں روزے سے ہوں۔ یعنی میرا روزہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ میں تمہاری جہالت کا جواب دوں۔

جو لوگ روزہ کی حالت میں بدکلامی، جھوٹ اور غیبت و فحش گوئی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان کا روزہ بے سود و بے کار ہے۔ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے۔ جو شخص جھوٹی بات بولنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کرے تو خدا کو ایسے روزہ دار کی بھوک و پیاس کی کچھ ضرورت نہیں۔ (مسلم)

روزہ صرف فاقہ کشی کا نام نہیں کہ آدمی اصطلاحی اور رسمی طور پر کھانا پینا چھوڑ دے۔ بلکہ روزہ میں اخلاص و للہیت کی علامت یہ ہے کہ آدمی اپنے جذبات و خواہشات کا بھی روزہ رکھے ورنہ بڑی حماقت ہوگی کہ آدمی مہینہ بھر بھوک و پیاس کی شدت برداشت کرکے روزہ رکھے اور یہ ساری محنت بے کار و برباد ہو جائے۔ آج مسلمانوں کے روزہ کی جو حالت ہے اور جس طرح اس روحانی عبادت کی مٹی پلید کی جارہی ہے اس کو دیکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد آتا ہے کہ کتنے روزہ دار ایسے ہیں جن کے روزہ سے سوائے بھوک و پیاس کے کچھ حاصل نہیں۔

نیت :۔ روزہ کے لئے صبح صادق سے پہلے نیت کر لینی ضروری ہے۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے فجر سے پہلے روزہ کی نیت نہیں کی اس کا روزہ نہیں (متفق علیہ) نفلی روزوں کے لئے پہلے سے نیت ضروری نہیں۔ صبح صادق کے بعد بھی نیت کر لینا کافی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے عرض کیا کچھ بھی کھانے کو نہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا تب میں روزہ کی نیت کر لیتا ہوں۔ پھر دوسرے دن تشریف لائے تو ہم نے کہا کہ حضور ہمارے پاس حیس (کھانے کا نام) تحفتہً آیا ہے۔ آپ نے فرمایا لاؤ، اگرچہ میں صبح سے روزہ رکھے ہوئے تھا پھر آپ نے کھایا۔ (مسلم۔ ابوداؤد)

معلوم ہوا نفلی روزہ کیلئے پہلے سے نیت ضروری نہیں ہے نیت صرف دل میں کر لینی کافی ہے۔ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں ہے

سحری :۔ سحری کھانا سنت ہے۔ اس لئے ضرور کھانا چاہیے۔ اکثر لوگ نیند کے غلبہ یا جاڑوں کی راتوں میں گرم بستر و لحاف سے اٹھ کر سحری کھانے میں سستی محسوس کرتے ہیں۔ ایسا کرنا سخت معیوب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہمارے اور یہود و نصاریٰ کے روزوں میں فرق و امتیاز صرف سحری کھانے ہی سے ہے۔ (مسلم۔ ابوداؤد) سحری کھانے سے آدمی کی صحت برقرار اور روزے میں قوت حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ روزہ رکھنے کے لئے سحری کے ذریعے قوت حاصل کرو۔ اور دن کو قیلولہ کے ذریعے تہجد کی نماز کے لئے قوت حاصل کرو۔ (ابن ماجہ) نیز آپ نے فرمایا سحری میں برکت ہے اسے ہرگز مت چھوڑو، خواہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لو۔ کیونکہ اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود اور رحمت بھیجتے ہیں۔ (مسند احمد)۔ سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنا خیر کی علامت ہے۔ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا میری امت کے لوگ اس وقت تک بھلائی پر قائم رہیں گے۔ جب تک وہ سحری میں تاخیر اور افطار میں عجلت کرتے رہیں گے۔ (مسند احمد) سحری میں تاخیر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بالکل آخر وقت میں سحری کھائی جائے۔ آنحضرت صلعم کے سحری کھانے اور نماز فجر شروع ہونے میں صرف اتنا وقفہ ہوا کرتا تھا۔ جتنے میں قرآن مجید کی پچاس آیتیں پڑھی جاسکیں (بخاری و مسلم)۔ ظاہر ہے پچاس آیتیں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ میں پڑھی جاسکتی ہیں۔ اس سے سحری کا وقت معلوم کیا جاسکتا ہے۔

افطار کرنا :۔ آفتاب غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر لینا چاہیے۔ افطار کا صحیح وقت معلوم ہو جانے کے بعد بھی خواہ مخواہ تاخیر و انتظار سخت مکروہ ہے۔ وہ لوگ اللہ کے محبوب بندے ہیں جو افطار میں اول وقت کی پابندی کرتے ہیں۔ افطاری بہت ہلکی مختصر اور سادہ ہو بہتر ہے۔ افطار کے وقت ہی پیٹ بھر کر کھا لینا مناسب نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف چند کھجوروں سے افطار کیا کرتے تھے۔ اگر کھجوریں وقت پر نہ ملتیں تو چھوہاروں پر ہی اکتفا فرماتے۔ اگر چھوہارے بھی نہ ہوتے تو ایک گھونٹ پانی سے افطار کر لیا کرتے یعنی افطاری کے لئے کوئی خاص اہتمام کرنا آنحضرت صلعم سے ثابت نہیں۔ آجکل تو روزوں کی بہار افطاری ہی سے قائم ہے۔ مساجد میں جس طرح انواع و اقسام کی افطاری کا اہتمام پیش کیا جاتا ہے یہ سب فضول اور روزہ کی شان و تقویٰ کے خلاف ہیں۔ روزہ کی حکمت یہ ہے کہ انسان بھوک و پیاس کی شدت اور نفس کی حریصانہ خواہشات کو دبائے۔ آجکل کی مروجہ افطاری سے تو جذبات اور ابھر جاتے ہیں۔ اور روزہ دار سحری و افطاری کے ہی چکر میں پھنس کر اس ماہ مبارک کو گذار دیتا ہے۔

روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت فتقبل منی (ابوداؤد) یعنی اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی عطا کردہ رزق سے افطار کیا۔ افطار کے بعد یہ دعا پڑھی جائے۔

ذھب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء اللہ تعالیٰ (ابوداؤد) پیاس بجھ گئی۔ رگیں تر و تازہ ہو گئیں اور ان شاء اللہ اجر بھی ثابت ہو گیا۔

متفرق مسائل :۔ اگر بلا ارادہ قے ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ قصداً قے کی جائے تو

روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ (متفق علیہ) روزہ کی حالت میں سر پر سرمہ لگانا، مسواک کرنا، سر اور بدن پر تیل کی مالش کرنا اور بیوی کا بوسہ لینا جائز ہے۔ بیوی سے بغلگیر ہونا اور جنسی مذاق بحالت روزہ اگرچہ جائز ہے لیکن احتیاط مناسب ہے۔ بھول کر کچھ کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ گرمی کی شدت کی بنا پر سر پر پانی ڈالنا یا بھیگے کپڑے سے سر تر رکھنا جائز ہے۔ اگر روزہ دار صبح کے وقت اٹھے خواہ جنابت احتلام کی وجہ سے ہو یا جماع کی وجہ سے تو روزہ مکروہ یا فاسد نہیں ہوتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی بحالت جنابت صبح کرتے (بخاری) اگر رمضان میں روزہ کی حالت میں کوئی شخص بیوی سے جماع کرے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ دو ماہ مسلسل روزے رکھے۔ یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا غلام آزاد کرے۔ حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو بچہ کی صحت خراب ہونے کا خوف ہو تو روزہ توڑ دے اور اس کی قضا بعد کو کرے۔ یہی حکم مسافر اور مریض کا بھی ہے۔ اللہ کا حکم ہے فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یعنی تم میں سے جو مریض یا مسافر ہو وہ فوت شدہ روزوں کی تعداد بعد کو پوری کرے۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسافر سے اللہ نے نصف نماز اٹھالی ہے۔ (یعنی اس کو قصر کی اجازت دی ہے۔) اور مسافر اور دودھ پلانے والی عورت سے روزہ اٹھا لیا ہے۔ یعنی ان کو بعد میں قضا کی اجازت دی ہے۔ (ابو داؤد) بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں وہ ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں [illegible] شدہ روزوں کی قضا [illegible] (دار قطنی)

تراویح: رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بعد نماز عشاء جو نماز [illegible] رمضان میں [illegible] تراویح [illegible] رمضان کی راتوں میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا (تراویح پڑھی) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری) [illegible] وقت [illegible] مسلمانوں کی

سہولت کے پیش نظر عشاء کی نماز کے فوراً بعد بھی اس کا پڑھنا جائز ہے اور کار ثواب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس رمضان المبارک کی تین راتوں (تئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں) صحابہ کرام کو تراویح کی نماز پڑھائی ہے۔ لیکن چوتھے دن ہجوم جب زیادہ ہوا اور لوگوں میں ذوق و شوق اتنا بڑھ گیا کہ مسجد نبوی میں جگہ نہ رہی تو آپ حجرہ مبارکہ سے باہر ہی تشریف نہ لائے اور فجر کی نماز پڑھانے کے بعد آپ نے فرمایا مجھے تراویح کی بابت آپ لوگوں کا یہ شوق دیکھ کر ڈر ہوا کہ کہیں یہ فرض نہ کر دی جائے۔ جس کی ادائیگی آپ لوگوں پر گراں گزرے (بخاری) بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آپ لوگ اس نماز کو اپنے گھروں میں الگ الگ پڑھ لیا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک صحابہ کرام میں یہی معمول تھا کہ لوگ تراویح الگ الگ پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے پہلی بار تراویح کی جماعت کا اہتمام کیا۔ اور حضرت ابی بن کعب کو تراویح کی جماعت کا پہلا امام مقرر کیا۔ اس وقت سے نماز تراویح بعد نماز عشاء اول رات ہی میں پڑھی جانے لگی مگر خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے آخر رات میں پڑھنا افضل سمجھتے تھے۔ فرماتے تھے۔ والتی ینامون عنھا افضل من التی یقومون۔ یعنی جس وقت لوگ تراویح پڑھتے ہیں اس سے زیادہ افضل وہ وقت ہے جب لوگ سویا کرتے ہیں۔ یرید آخر اللیل وکان الناس یقومون اولہ (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اشارہ آخری رات کی طرف تھا جب کہ لوگ اول رات ہی میں پڑھ لیا کرتے تھے۔ [illegible] سمجھتے ہیں۔ انہیں احساس [illegible] آیتوں کو پڑھتا ہے۔ ایسے بدنصیب [illegible] کو اپنی [illegible] سوائے بھوک [illegible] قیام اور بیداری کے کچھ حاصل نہیں۔

تراویح کی رکعات

تراویح کی آٹھ رکعات

[illegible] حضرت عائشہؓ [illegible] نے پوچھا کہ رمضان المبارک میں آنحضرت صلعم کی تراویح کا معمول کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعت سے زیادہ نہ تھی۔ (بخاری) آپ نے رمضان المبارک میں صحابہ کرام کو تراویح کی نماز آٹھ رکعت ہی پڑھائی تھی حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان ثمان رکعات ثم اوتر (ابن خزیمہ، ابن حبان) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو آٹھ رکعات تراویح رمضان المبارک میں پڑھائی۔ پھر وتر پڑھا۔ حضرت عمرؓ نے بھی جو تراویح کی جماعت کے بانی ہیں۔ تراویح کے اولین امام حضرت ابی بن کعب کو اور حضرت تمیم داری کو گیارہ رکعت (آٹھ رکعت تراویح تین رکعت وتر) پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ روایت ملاحظہ ہو۔ عن السائب بن یزید رضی اللہ عنہ انہ قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب وتمیما الداری ان یقوما للناس باحدی عشرۃ رکعۃ (موطا امام مالک باب قیام رمضان) سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح پڑھائیں۔ ان روایات سے آٹھ رکعت تراویح کی مسنونیت کا ثبوت ملتا ہے۔

اعتکاف: رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ رسول اللہ آخری عشرہ میں تادم حیات اعتکاف فرماتے رہے۔ (متفق علیہ) ایک سال اعتکاف نہ بیٹھ سکے تو دوسرے سال بیس دن اعتکاف کر کے پچھلے سال کی قضا کر دی۔ حضور کا ارشاد ہے۔ جس نے رمضان کے ایک عشرہ میں اعتکاف کیا۔ اس کا اجر دو حج اور دو عمرہ کے برابر ہے۔ (بیہقی) اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔ اعتکاف کا مقصد یہ ہے کہ آدمی دس دن کے لئے دنیوی مشاغل و تفکرات سے کٹ کر [illegible] ذکر و فکر اور عبادت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے [illegible] معتکف مسجد سے باہر نہ جائے اور فضول گفتگو [illegible] رمضان المبارک [illegible] کے ہجوم [illegible] کی وجہ سے اس قسم کی [illegible] معتکف کو چاہئے کہ وہ اس قسم کے ہنگاموں میں حصہ نہ لے [illegible] ہوتی جا رہی ہے [illegible] وہاں اللہ کا [illegible] کی نیت سے معتکف [illegible] سنت کی وجہ سے [illegible] اعتکاف گاہ میں رمضان المبارک کی اکیسویں صبح کو بعد نماز فجر داخل ہونا چاہیے اور عید کا چاند دیکھ کر اعتکاف کو ختم کرنا چاہیے۔

شب قدر: رمضان المبارک کے آخری عشرے کی پانچ طاق راتوں یعنی ۲۱-۲۳-۲۵-۲۷ اور ۲۹ میں سے کوئی رات وہ مبارک رات ہے۔ جس کی خیر و برکت اور اس میں قیام و عبادت ہزار مہینوں کی راتوں سے بڑھ کر ہے۔ اسی رات صحیفہ الٰہی قرآن مقدس آسمان دنیا پر نازل کیا گیا تھا۔ انا انزلنہ فی لیلۃ القدر۔ اس رات میں نماز پڑھنا، دعا و مناجات، توبہ و استغفار کرنا پچھلے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ چونکہ اس رات رحمت الٰہی کا فیضان جاری رہتا ہے۔ اس رات دعا کرنے والوں کی دعاؤں پر ملائکہ رحمت آمین کہتے ہیں۔ چونکہ ہر سال اللہ کے نبی صلعم کے مطابق عشرہ اخیر کی پانچ طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات اس فضیلت سے مشرف ہوتی ہے۔ جس کا یقینی علم کسی کو نہیں۔ اس لئے یکساں عبادت و قیام ان پانچ راتوں میں کرنا چاہیے۔ شب قدر میں اور دعاؤں کے ساتھ خاص طور پر یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی (متفق علیہ)

افسوس بہت سے مقامات پر اس رات میں بھی شب بیداری اور ذکر و تلاوت کا اہتمام نہیں ہوتا۔ اور لوگ رمضان کی خیرات و برکات سے محروم و غافل رہتے ہیں۔ ایسے ہی بدنصیب لوگوں کے لئے حضرت جبرئیلؑ نے بددعا فرمائی اور آنحضرت نے اس بددعا پر آمین کہی تھی۔ اگر رمضان المبارک پاکر بھی ذکر و عبادت اور صوم و صلوٰۃ کر کے اپنی مغفرت نہیں کرائی۔ اسے اللہ اپنی رحمت سے دور کر دے۔

بعض مقامات میں صرف ستائیسویں شب میں لوگ قیام کرتے ہیں حالانکہ شب قدر ستائیسویں ہی میں مخصوص نہیں، اسی طرح اکیسویں شب کو بھی لوگ بھول جاتے ہیں۔ جبکہ کوئی نہیں جانتا کہ کس سال کونسی رات اس فضیلت کے لئے مخصوص کی گئی ہے۔ آپ نے پانچوں راتوں میں اس رات کی تلاش و جستجو کا حکم دیا ہے۔

صدقۃ الفطر: صدقہ فطر [illegible] ادا کرنا واجب ہے۔ [illegible] زکوٰۃ الفطر [illegible] رمضان میں [illegible] روزہ [illegible] کے درمیان غفلت سے، غیبت، بے حیائی، اور بد نظری وغیرہ مکروہ و ممنوع افعال کا ارتکاب ہو جاتا ہے۔ ان تمام معائب سے روزہ کو پاک و صاف رکھنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کو فرض قرار دیا۔ قرآن مجید کی آیت قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی صدقۃ الفطر کے بارے میں نازل ہوئی۔ صدقۃ الفطر خاندان کے تمام افراد چھوٹے بڑے مرد و عورت، فقیر، مالدار، غلام و آزاد سب پر یکساں فرض ہے۔ صدقہ فطر [illegible] طور پر عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا چاہیے۔ چند دن پیشتر بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن نماز عید کے بعد اگر نکالا گیا (تو یہ صدقہ کا حکم رکھتا ہے)

ڈاکٹر
بی جی وی نرسمہا
راؤ

فیہ شفاءٌ للناس (النحل)

اور ہم نے لوگوں کے لئے شہد میں شفا رکھی ہے۔

ترجمہ و تلخیص
محمد یوسف انصاری
لیکچرار محمدیہ طبیہ کالج منصورہ

قرآن نے شہد کے بارے میں یہ بات تقریباً ۱۴ سو سال قبل کہی تھی۔ جدید سائنس نے شہد کے بارے میں جو تحقیقات کی ہیں وہ نہ صرف تعجب خیز بلکہ قرآن کی عظمت و صداقت کا بھی ثبوت ہیں۔

شہد خدا تعالیٰ کا ایک بیش بہا عطیہ ہے۔ زمانہ قدیم سے ہی انسان شہد کی تلاش میں سرگرداں رہا ہے۔ اس بات کا ثبوت زمانہ قدیم کے وہ مقبرے ہیں جیسے کہ واس ڈی لا اراتا ہیں، جن کی چٹانوں پر انسانوں کو چھتوں سے شہد جمع کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اگرچہ دنیا میں سینکڑوں قسم کے کیڑے مکوڑے پائے جاتے ہیں لیکن حضرت انسان ریشم کے کیڑوں اور شہد کی مکھیوں پر نظر خاص رکھتا ہے۔

قدیم تاریخ:۔ تقریباً پانچ ہزار قبل مسیح مصری باشندوں کا شاہی نشان شہد کی مکھی تھا۔ اس وقت فرماں روا کرنے والا لوگوں کے طور پر شہد کی مکھی کی تصویر استعمال کرتا تھا۔ علاوہ ازیں قدیم مصری باشندے تاریکی کے دیوتا ہو HAH کے خلاف شہد کی مکھی کو اپنا مسیحا بھی تصور کرتے تھے۔ ان لوگوں کے نزدیک شہد کی مکھی بے باکی، سخاوت اور صناعی صنعت کے لئے متبرک تھی۔ شہد کا استعمال اس وقت لاشوں کو حنوط کرنے میں بھی ہوتا تھا۔ عرب کے مشہور معالج عبداللطیف نے اہرام غزہ میں بچوں کی ایسی لاشیں دریافت کیں جو بڑے بڑے برتنوں میں شہد میں ڈوبی ہوئی تھیں اور بالکل صحیح سالم تھیں۔ تحقیق سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ۳۳ سو سال قبل محفوظ کئے ہوئے شہد میں رتی برابر بھی فرق آج تک واقع نہیں ہوا۔ کہتے ہیں جس وقت سکندر مرا تو اس کی لاش کو شہد میں ڈبو کر دفنانے کے لئے دارالحکومت سے دور لے جایا گیا تھا تاکہ لاش خراب نہ ہو جائے۔

روس کی تاریخ میں بھی شہد کی افادیت کے قصے ملتے ہیں۔ قدیم روس میں شہد کے چھتوں اور ان درختوں کو جن پر چھتے ہوں، نقصان پہنچانے والوں کو سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔ شہد کی چوری کرنے والوں کو سخت ترین سزا دی جاتی تھی بعض صورتوں میں انہیں موت کے گھاٹ تک اتار دیا جاتا تھا۔

ناقابل یقین حقیقت

ایک کلوگرام شہد جمع کرنے کے لئے شہد کی ایک مکھی ایک دو جگہ نہیں بلکہ ہزاروں پھولوں کا چکر لگاتی ہے۔ اگر چھتا پھول سے پندرہ سو میٹر دوری پر واقع ہے تو شہد کی مکھی کو تقریباً ۳ کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔ اس حالت میں ایک کلوگرام شہد کو جمع کرنے میں اس کو تقریباً تین لاکھ ساٹھ ہزار سے کر ساڑھے چار لاکھ کلو میٹر کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔ اس کا مطلب ہوا کہ اگر وہ مسلسل بلا مہلت پرواز کرے تو وہ تقریباً گیارہ مرتبہ دنیا کا چکر لگا سکتی ہے۔ اس صورت میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ شہد کی مکھی بہت محنت جان ہوتی ہے۔

مرکبات:۔ شہد میں ایسے مرکبات پائے جاتے ہیں جو جسم انسانی کیلئے بہت مفید ہیں۔ اس میں چالیس فیصد گلوکوز اور شکر کی دوسری قسم فرکٹوز پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ شہد میں کئی قسم کے خمیر دیا ہتم مثلاً Saccharase، diastase، Peroxidase، Invertase، Catalase اور Lipase پائے جاتے ہیں جو کسی اور غذا میں نہیں پائے جاتے۔ جدید طریقے سے شہد کے مرکبات کا تجزیہ اس طرح ہوتا ہے کیلشیم (چونا) 0.004 فیصد، سوڈیم 0.001 فیصد، پوٹاشیم 0.386 فیصد، میگنیشیم 0.018 فیصد لوہا 0.007 فیصد، نمکیات 0.029 فیصد فاسفورس 0.019 فیصد۔ سلفر گندھک 0.001 فیصد اور کچھ مقدار میں آیوڈین بھی پایا جاتا ہے۔ جبکہ شہد کی بعض قسموں میں ریڈیم بھی پایا جاتا ہے۔ خوردبینی تجزیے سے شہد میں المونیم، بورون، کرومیم، تانبا، سیسہ، بیرم، مینگنیز، اوسمیم، اسٹریکان، ٹیٹانیم، نکل اور زنک (جست) کے نمکیات کا پتہ چلتا ہے۔

ان کے علاوہ تجزیے سے یہ معلوم کیا گیا کہ شہد میں کچھ تیزاب جیسے مالک، سائٹرک، ٹارٹرک، آکسالک، لحمیے (پروٹین) اور حیاتین بی، بی ۲، بی ۶، بی ۳، سی، کے اور ای کے علاوہ ان بارمون، دانے جیسے عناصر اینٹی بائیوٹکس اور فاسفورس ساتھ میں بھی پایا جاتا ہے۔ ایک کلوگرام شہد میں حیاتین کی انفرادی خصوصیات اس طرح ہوتی ہیں۔ ربوفلاوین (B2) 0.5 ملی گرام، اینی وائن 0.01 ملی گرام، پینٹوتھینک ایسڈ 2 ملی گرام، نکوٹنک ایسڈ ۱ ملی گرام، پیریڈاکسن 5 ملی گرام اور اسکاربک ایسڈ 30 سے 54 ملی گرام۔

طاقت کے لحاظ سے بھی شہد بہت اہم ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ ایک لیٹر شہد میں 3150 سے 3350 کیلوریز یعنی ایک لیٹر کلسٹے کے دودھ، ایک کلو سیب اور ایک کلو نارنگی کی طاقت ہوتی ہے۔

شہد برائے صحت

قدیم اطبا شہد کی افادیت سے واقف تھے۔ اس بات کو اس واقعہ سے سمجھئے کہ رومی حکیم جالینوس نے شہد کو ہر مرض کی دوا بتایا ہے۔ قدیم مصری شہد کو زخم مندمل کرنے، پیشاب کی جسد خرابیوں اور ہاضمے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ قدیم ہند میں بھی شہد کو صحت کے لئے بہترین تصور کیا جاتا تھا۔ یونانی حکیم بقراط سے جب درازی عمر کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اس کے لیے جسم کے اندرون کو شہد سے اور بیرون کو تیل سے تازگی عطا کرو۔ ابن سینا نے بھی شہد اور شہد کی موم کی افادیت پر زور دیا ہے۔

طبی اہمیت

1938 میں روس کے ڈاکٹر یا مارنسکی نے شہد اور چربی کے مرکب سے 46 مریضوں کے زخم کو پوری طرح مندمل کر دیا۔ نوے فیصد مریضوں میں پانچ دن کے اندر مردہ خلیات کی جگہ نئے خلیات نے لے لی۔ اور وہ پوری طرح صحت مند ہو گئے۔ اسی سال ڈاکٹر زیند رنے شہد سے ایک ایسا محلول تیار کیا جسے رات کو ذہنی تھکاوٹ اور بے خوابی دور کرنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اگر شہد کو دودھ کے ساتھ کھایا جائے تو یہ بہترین اعصابی ٹانک کا کام دیتا ہے۔

1953 میں ایم ایل گولوکینا نے پیٹ کے مختلف مرضوں میں مبتلا ۳۰۲ مریضوں کا کامیاب علاج محض شہد سے کیا۔ انہوں نے یہ مشاہدہ کیا کہ شہد وزن کو بڑھاتا اور خون کو صاف کر کے معدے کی تیزابیت کا خاتمہ کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ اعصاب پر پرسکون اثر بھی ڈالتا ہے۔ مجیو بالف نے بھی تجربہ کر کے بتایا کہ دل کی کمزور شریانوں پر شہد فوری اثر کرتا ہے۔ شہد کے استعمال سے دل کی دھڑکن بہتر ہو جاتی ہے۔ اور سکڑی ہوئی شریانیں وہ دوبارہ پھیل جاتی ہیں، جس کی وجہ سے دوران خون بہتر ہو جاتا ہے۔

شہد کو دیگر چیزوں کے ساتھ ملا کر بھی بہترین نتائج حاصل کئے گئے ہیں۔ مثلاً شہد، لیموں کے رس اور زیتون کے تیل کا مرکب، دل میں جگر کا یا پیٹنے کرنے کی بہتری تشکیل ہو جاتی ہے۔ یوطی سینا کے مطابق شہد اور لونگ کا مرکب، ہنگھی جلد بیماریوں کا کامیاب علاج ہے۔ روس میں ڈاکٹر سکالوفسف نے اس پر تجربہ کیا اور یہ مشاہدہ کیا کہ شہد اور الائچی کا مرکب سے آنکھ کی بیماریوں خصوصاً پلکوں کا ورم، پتلی کے امراض اور Conjunctivitis کا مداوا ہو جاتا ہے۔ 1946 میں پروفیسر ایس۔ اے سیر فوفسنے گولیوں سے زخمی 75 مریضوں کے زخموں کا علاج کیا اور کامیاب رہے۔

شہد کی قسمیں

شہد کے مرکب، رنگ، اور ذائقہ کے لحاظ سے شہد کی کئی قسمیں ہیں۔ یکن شہد کی مخصوص خصوصیات مثلاً مٹھاس ایک ہی رہتی ہیں۔ ماہرین نے شہد کی تریسٹھ قسمیں بتائی ہیں۔

ہندی میں شہد کو مدھو، کشمیری میں ، ملیالم اور تامل میں تینپا اور بنگالی میں مدھو کہتے ہیں۔

شہد کی کچھ قسمیں زہریلی بھی ہوتی ہیں۔ جن کے استعمال سے آدمی وارثی جنون میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ قدیم یونانی مورخ زینوفون اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ کس طرح یونانی سپاہی جنگلوں کو عبور کرتے ہوئے جنگلی شہد کھا کر جنون میں مبتلا ہو گئے۔ اگرچہ چوبیس گھنٹے کے اندر وہ دوبارہ صحت یاب ہو گئے۔

جو قوم زکوٰۃ دینے سے کتراتی ہے خدا اسے قحط سالی اور بھوک افلاس میں گرفتار کر دیتا ہے۔ — حدیث

احوال جامعہ و کوائف جماعت

محمدیہ طبیہ کالج و السائیڈ ہسپتال منصورہ
مالیگاؤں ضلع ناسک
(حکومت مہاراشٹر سے منظور شدہ)

اعلان داخلہ
(برائے سال ۱۹۸۲ء — ۱۹۸۳ء)

سنٹرل کونسل سے منظور شدہ کورس B.U.M.S. کے پری طب دو سالہ (میٹرک - 2 + 4/1) کورس میں داخلہ جاری ہے۔

داخلہ کے لئے تعلیمی معیار

ایس، ایس، سی میٹرک یا اسکے مساوی اور مثیل امتحانات یعنی (عربی مدارس جو سنٹرل کونسل سے منظور شدہ ہوں۔)

پری طب کورس کی مدت دو سال، پروفیشنل کورس کی مدت پانچ سال۔

درخواست فارم اور پراسپیکٹس ۵ روپیہ ادا کرکے یا بذریعہ منی آرڈر (مع ڈاک خرچ ساڑھے ۵ روپیہ) ادا کر کے مندرجہ ذیل جگہوں سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ (فارم جمع کرنے کی آخری تاریخ ۱۵ جولائی)

① محمدیہ طبیہ کالج — منصورہ مالیگاؤں
② دار المعارف — بھنڈی بازار بمبئی ۳
③ اصلاحی دواخانہ — فینسی محل محمد علی روڈ بمبئی ۳ — حکیم فیاض عالم
پرنسپل محمدیہ طبیہ کالج منصورہ مالیگاؤں

جمعیۃ اہلحدیث ہندو پور کا چوتھا سالانہ اجلاس عام

مورخہ ۶ جون بروز اتوار جمعیۃ اہلحدیث ہندو پور کا چوتھا سالانہ اجلاس عام۔ بمقام سلفیہ آزاد نگر ہندو پور۔ زیر صدارت مولانا سید سراج الدین صاحب بی اے ناظم جمعیۃ اہلحدیث منعقد ہوا۔

بعد نماز فجر مولانا عبد القادر صاحب خطیب جامع مسجد اہلحدیث سکندرآباد نے درس قرآن اور درس حدیث مولانا محمد صاحب محمدی آرگنائزر جمعیۃ اہلحدیث آندھرا پردیش نے دیا۔ اجلاس کی کل پانچ نشستیں ہوئیں۔

عبد الحفیظ سلفی حیدرآبادی کی قرأۃ اور نعت سے جلسہ شروع ہوا۔ مولانا عبد الصمد صاحب، مولانا محمدی صاحب، مولانا عبد الرحیم جامعی عمری نے خطاب فرمایا۔ مولانا سراج الدین صاحب نے تلگو اور انگریزی میں خطاب کیا۔ شب دو بجے آزاد نگر میں اجلاس ختم ہوا۔

اس ایک روزہ اجلاس میں گنتکل، اننت پور، مدھو گیری، بنگلور، تنکور اور اطراف کے اخوان جماعت نے بڑی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ صدر جمعیۃ اہلحدیث ہندو پور جناب عبد الرحمن سلفی کے شکریہ کے ساتھ اجلاس ختم ہوا۔

مدرسہ ضیاء العلوم مومن پورہ بمبئی ۱۱ سے تعاون کیجئے!

مدرسہ ضیاء العلوم۔ مومن پورہ بمبئی ۱۱، اس وقت شہر بمبئی میں آٹھ دینی مدارس بچوں و بچیوں کو قرآن کے ناظرہ کی اور عام دینی معلومات سے بہرہ ور کر رہے ہیں۔ مدرسہ محمدیہ دکھرولی، مدرسہ محمدیہ کاس گلی، مدرسہ محمدیہ گوونڈی، مدرسہ اصلاح العلوم کاندیولی، مدرسہ رحمانیہ دھاراوی، مدرسہ تعلیم الاسلام قریش نگر کرلا، نیز مدرسہ ضیاء العلوم میں کل ملا کر تقریباً ڈیڑھ ہزار بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مدرسہ کے سالانہ اخراجات پچھتر ہزار روپئے ہے۔ تمام صاحب مال لوگوں سے اپیل ہے کہ زیادہ سے زیادہ مالی تعاون پیش کریں۔

ناظم مدرسہ ضیاء العلوم۔ مومن پورہ مسجد اہلحدیث بمبئی ۱۱ کے پتہ پر اپنے عطیات روانہ کریں۔

بیت المال صوبائی جمعیۃ اہل حدیث بمبئی کو اپنے تعاون سے مضبوط کریں

بیت المال جمعیۃ اہل حدیث بمبئی کو اپنے تعاون سے مضبوط کریں۔ بیت المال زکوٰۃ و صدقات کو اجتماعی طور پر تقسیم کرنے کا ایک شرعی نظام ہے۔ صوبائی جمعیۃ اہلحدیث بمبئی عظمیٰ۔ مومن پورہ تقریباً ۲ سال سے بیت المال سے مستحقین، مسافرین، نادار طلبہ، بیوہ عورتوں اور مریضوں کی مدد کرتی ہے۔ امسال بیت المال کے لئے پچاس ہزار کا بجٹ بنایا گیا ہے۔ تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ اس شرعی نظام کو مضبوط کریں۔ اور اپنے عطیات ناظم جمعیۃ اہلحدیث بمبئی۔ امارتی مولانا آزاد روڈ۔ بمبئی ۸ کے پتہ پر روانہ کریں۔

مدرسہ محمدیہ دکھرولی شاخ مدرسہ ضیاء العلوم کا سالانہ جلسہ

مدرسہ محمدیہ دکھرولی بمبئی جو کہ مدرسہ ضیاء العلوم مومن پورہ بمبئی ۱۱ کی ایک شاخ ہے۔ اس کا سالانہ امتحان مورخہ ۱۳ جون ۱۹۸۲ء یوم اتوار صبح ۹ بجے ہوا۔ امتحان کے فوراً بعد مدرسہ ضیاء العلوم کے صدر مدرس قاری نجم الحسن صاحب کی صدارت میں جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا۔ ۹ بچوں نے قرآن کا ناظرہ ختم کیا۔ ان کو قرآن کا ہدیہ پیش کیا گیا۔ اور باقی کامیاب طلباء و طالبات کو انعامات سے نوازا گیا۔

مدرسہ محمدیہ کے سکریٹری عزیز اللہ و مسجد محمدیہ کے امام مولوی محمد رفیق بستوی نے پروگرام کو بہترین طریقہ پر پیش کیا۔ بچوں و بچیوں نے تقاریر کیں۔

صدر جمعیۃ اہلحدیث جناب صدیق احمد، ناظم جمعیۃ اہلحدیث محمد یعقوب انصاری و خازن مدرسہ ضیاء العلوم ذکر اللہ خان، خازن جمعیۃ اہلحدیث عبد القادر سلفی و جمعیۃ و مدرسہ کے دیگر ذمہ داروں نے اپنی شرکت سے اس پروگرام کو کامیاب بنایا۔

اپیل مدرسہ محمدیہ الحمید و پورہ مئو ناتھ بھنجن

مدرسہ محمدیہ الحمید و پورہ ۱۹۶۸ء سے لے کر اب تک مسلسل دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔

پرائمری درجات سے لے کر عربی و فارسی جماعت رابعہ تک تعلیم دی جاتی ہے۔

بیرونی طلباء کے قیام و طعام کا بھی انتظام ہے۔ طلباء کے قیام کے لئے الگ سے کوئی دار الاقامہ نہیں ہے۔

لہٰذا تمام خیر حضرات سے درخواست ہے کہ مدرسہ کی جانب سے جانے والے سفراء کرام سے تعاون فرمائیں۔

سفراء کرام کے نام۔ مولوی عبید اللہ صاحب مفتاحی۔ مولوی عبد المبین قاسمی مولوی ریاض احمد فیضی، مولوی قسیم احمد عمری

مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم مبارکپور میں مولانا ضیاء الدین اصلاحی اور قاضی اطہر مبارکپوری کی آمد

مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم مبارکپور میں مولانا ضیاء الدین اصلاحی۔ رفیق دار المصنفین اعظم گڈھ اور قاضی اطہر مبارکپوری صاحب نے قدم رنجہ فرمایا۔ یہ حضرات امتحان کے موقعہ پر تشریف لائے۔

مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے فرمایا کہ مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم نے قلیل مدت میں جس حد تک ترقی کی ہے۔ وہ اطمینان بخش ہے۔ اور اس کو دیکھتے ہوئے یہ توقع ہے کہ آئندہ یہ ایک مثالی درسگاہ کی شکل اختیار کرے گا۔

محترم قاضی اطہر مبارکپوری صاحب نے فرمایا۔ فی زمانہ عام طور سے ہمارے مدارس عربیہ میں تعلیمی معیار گرتا جا رہا ہے۔ مگر مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم میں، الحمد للہ یہ بات نہیں۔ بلکہ طلباء کے ذوق و شوق و اساتذہ کی محنت و مشقت کا اندازہ ہوا۔ اور بہترین معیار دیکھ کر ملا۔ اگر یہ اساتذہ اخلاص و محنت کے ساتھ تعلیم و تربیت کی ذمہ داری سنبھالے رہے تو یہ ضرورت ہے کہ اس مدرسہ کو زیادہ سے زیادہ ترقی دی جائے۔ اور ہر طرح کا مالی تعاون پیش کیا جائے۔

مدرسہ رحمانیہ دھاراوی شاخ مدرسہ ضیاء العلوم کا سالانہ امتحان

مدرسہ ضیاء العلوم مومن پورہ بمبئی ۱۱ کی شاخ مدرسہ رحمانیہ دھاراوی بمبئی کا سالانہ امتحان مورخہ ۲۰ جون ۱۹۸۲ء یوم اتوار صبح ۹ بجے ہوا۔ استاد مولوی خورشید عالم نے بچوں سے قصیدہ اور تقاریر پیش کرائی۔ مولانا قاری نجم الحسن صاحب مدرسہ ضیاء العلوم نے صدارت کی۔

گیارہ بچوں نے ناظرہ قرآن ختم کیا۔ انہیں قرآن مجید کا ہدیہ پیش کیا گیا۔ اور کامیاب طلباء کو انعامات سے نوازا گیا۔ مولانا قاری نجم الحسن نے بچوں کو مفید ہدایتوں سے نوازا۔ اور منتظمین مدرسہ رحمانیہ کو بہترین نظم و نسق پر مبارکباد دی۔ جناب محمد یٰسین نارو تی ناظم جمعیۃ اہلحدیث دھاراوی نے پورے پروگرام کو مرتب کیا۔

روزہ مواساۃ کا ذریعہ

روزہ اسلامی معاشرہ میں ہمدردی اور مواسات پیدا کرتا ہے۔ روزہ داروں کو مسلسل بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرنا ہے۔ ان میں احساس ہوتا ہے کہ بھوک و پیاس کی تکلیف کیا ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا دل غریبوں کی حالت پر پگھلتا ہے اور ان کی مدد کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اسلامی ہمدردی اور اخلاق کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور اجر ملتا ہے۔ اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کو شہر المواساۃ (ہمدردی کا مہینہ) فرمایا ہے۔ اس مہینہ میں غریبوں کی خبر گیری، بھوکوں کو کھلانا اور محتاجوں کی ہمدردی و امداد کرنا بہت اجر و ثواب کا کام ہے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ غریب پڑوسیوں اور رشتہ داروں کی مدد کرے۔